Volume 04, Issue 01,
January-March 2026
PP: 55-64
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN
Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

Article QR

مکتسبینِ دلائل قرآنیہ(وجود باری تعالیٰ کے تناظر میں مطالعہ)

The Recipients of Qurʾānic Arguments(A Study in the Context of the Existence of Allah)

Prof. Dr. Humayun Abbas[1]

Article History

Received
28-02-2026

Accepted
24-03-2026

Published
25-03-2026

Abstract & Indexing

Abstract

The evidence is of existence of Allah in the Holy Qurʾān, by virtue of their comprehensiveness and diversity; address every level of human understanding and faculties. Yet it must also be borne in mind that human dispositions are not uniform, not every mind is equally impressed and convinced by the same mode of argument, nor can every group derive equal benefit from every sort of proof and evidence. One perceives the manifestation of the Creator in the order and harmony of the cosmos; other discerns the signs of Lordship within the miraculous organization of the human self; yet another finds testimony to Allah in moral consciousness and in the distinction between right and wrong. Thus, the Qurʾān opens different avenues for various minds and temperaments, so that everyone may attain the path of certainty according to his or her capacity. People of reflection and insight derive illumination from contemplating the cosmic signs and the vast order of the universe, while scholars attain the reality of Divine Unity through intellectual and rational inquiry. Likewise, those guided by sound reason find reassurance in logical demonstrations and the testimony of innate human nature. The marvel of the Qurʾān lies precisely in this: that it presents one and the same truth in diverse modes of expression, so that despite the variety of human temperaments, none are deprived. Each person, according to the degree of his insight, partakes of these proofs, and thus faith manifests itself in every heart in proportion to its capacity.

Keywords:

Human Faculties, Quranic Argumentation, Existence of Allah, Prof. Dr. Humayun Abbas.

[1]*Dean Faculty of Islamic & Oriental Learning, GCU, Faisalabad.* *drhumayunabbas@gcuf.edu.pk*

All Rights Reserved © 2026 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

اثبات وجود باری تعالیٰ پر کتاب الٰہی اور اس کی آیات دلالت کرتے ہیں مگر ان دلائل سے اخذ فیض کرنے والے اور ان دلائل کو سمجھنے والے لوگ کون ہیں؟ اس کی تفصیل قرآن کریم نے سورۃ الروم کی درج ذیل چار آیات میں بیان کی ہے:

”وَمِنْ اٰيَاتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ وَمِنْ اٰيَاتِهٖ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّلْعَالِمِيْنَ ۔ وَمِنْ اٰيَاتِهٖ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُوْنَ۔ وَمِنْ اٰيَاتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيِيْ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ“[1]

ان آیات میں اس گروہ کی نشاندہی کی گئی ہے جو آیاتِ ربانی سے استفادہ کی صلاحیت رکھتے ہیں، بالترتیب یہ چار گروہ درج ذیل ہیں:

اہل فکر:

فکر کا مادہ 18 مرتبہ قرآن میں استعمال ہوا۔ اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے عبد المنان عمر نے لکھا:

[2]"It is the action of speculative sense as well as of thought and heart."

یہاں یتدبرون کا لفظ استعمال نہیں ہوا کیوں کہ تدبر کا تعلق کسی چیز کے نتائج اور انجام پر غور کرنا ہے, جبکہ تفکر کا تعلق اسباب اور وجوہات پر غور کرنا ہوتا ہے۔

اہل علم:

آفاق و انفس کا علم رکھنے والے لوگ مراد ہیں۔

Ali Unal نے اس کا ترجمہ Knowledge کرنے کے بعد بریکٹ میں اس علم کی وضاحت ان الفاظ میں کی:

"…have knowledge (of the facts in creation, and who are free of Prejudice)."[3]

Jhon Clover Monsma کی کتاب "The Evidence of God in an Expanding Universe" میں ایسے لوگوں کی ایک جھلک دیکھی جا سکتی ہے۔ قرآن کی اس تعبیر سے یہ بھی پتا چلا کہ حقیقی عالم، تفکر کرنے والے ہوتے ہیں۔

سننے والے:

تفکر اور علم کے بعد سننے والوں کا ذکر ہے یعنی علم اور اہل فکر کی باتوں کو توجہ سے سننے والے۔

Ali Unal نے لکھا:

"…who listen (to God's message in creation, and his provision of all creatures)."[4]

اہل عقل:

عقل کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ المصطفوی نے لکھا:

”هو تشخيص الصلاح والفساد فی جريان الحياة مادياً ومعنوياً ثم ضبط وحسبه عليها۔ ومن لوازمه: الامساک، والتدبر وحسن الفهم، والادراک والانزجار۔ ومعرفة ما يحتاج اليه فی الحياة“[5]

افعال عقل کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

"وبالعقل یستعد الانسان لادراک کل خیر، والبلوغ الی کل سعادة وکمال وکلما قوی العقل واشتد، کان استعداده اقوی واتم۔"[6]

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اہل عقل ہی اس مرتب نظام کے پیچھے کسی قادر مطلق کے کار فرمائی کو سمجھ سکتے ہیں۔ پچھلی آیت سے جوڑ کر دیکھیں تو یہ اندازہ بھی ہو گا کہ عقل کی منزل پر وہی گامزن ہوں گے جو سننے والے کان رکھتے ہوں۔

یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اہل عقل کے لیے قرآن نے "اولوالالباب"[7] کی اصطلاح بھی استعمال کی ہے۔ یہ اصطلاح بھی دلائل وجود باری تعالیٰ کے پس منظر میں آئی ہے، "لب" ہر چیز کے خالص جوہر کو کہتے ہیں، انسانی وجود کا جوہر خالص عقل ہی ہے۔ کلیات عقلیہ تک رسائی محسوسات کے بعد ہوتی ہے۔ اس لیے قرآن کریم نے ہر "دانشور" کو " اولوالالباب" کے دائرے میں شامل نہیں کیا بلکہ ان کی درج ذیل خصوصیات کا ذکر کیا ہے:

"اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ"[8]

اس آیت پر حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری کا توضیحی نوٹ نکتہ زیر بحث سے متعلق ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"مؤمن و غیر مؤمن کی تحقیق و تفحص میں ایک بنیادی فرق ہے۔ مؤمن جب کائنات کی کسی چھوٹی یا بڑی چیز پر غور کرتا ہے اور اس کی حیران کن تاثیرات اور اس میں مضمر ایک بدیع نظام پر اس کی نگاہ پڑتی ہے تو وہ اس کی حیران کن تاثیرات اور بدیع مضمرات میں کھو کر نہیں رہ جاتا بلکہ اس کی نگاہ اس کے بنانے والے کی طرف بے تابانہ دوڑتی ہے اور اس کی زبان سے بے ساختہ یہ کلمات نکلنے میں "ربنا ما خلقت هذا باطلا" لیکن ایک غیر مؤمن کی نگاہ ان مشاہدات کی چمک دمک سے خیرہ ہو کر رہ جاتی ہے اور اس کے بنانے والے کی عظمت و جلالت، علم و قدرت، مشیت و حکمت کی طرف اس کی توجہ مبذول نہیں ہوتی، بے شک وہ ان کی تسخیر سے اپنی مادی ترقی کو تو معراج کمال تک پہنچا دیتا ہے لیکن یقین کا چراغ روشن نہیں ہوتا اور اس کے دل کی دنیا پھر بھی تاریک کی تاریک ہی رہتی ہے۔"[9]

قرآن کریم میں وجود باری تعالیٰ کے دلائل کے لیے جن الفاظ کا استعمال ہوا وہ بھی انسان کو چشم بصیرت وا کرنے کا پیغام دیتے ہیں۔ یہ الفاظ جذبہ، دقت نظری، ذوق اور شوق کو مہمیز دیتے ہیں۔ چند الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

(الف)مِنْ اٰیَاتِهٖ

مِنْ اٰیَاتِهٖ سے شروع ہونے والی آیات قرآن کریم میں 11 مقامات پر ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

"وَمِنْ اٰیَاتِهِ اللَّیْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ"[10]

"اور اس کی نشانیوں میں سے رات، دن، سورج اور چاند ہے، تم نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو اور اگر تم صرف اُس کے عبادت گزار ہو تو اللہ ہی کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے۔"

"وَمِنْ اٰيَاتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۚ اِنَّ الَّذِىٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِى الْمَوْتٰى ۚ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ"[11]

"اے سننے والے! اُس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تو زمین کو خشک اور بنجر پڑے ہوئے دیکھتا ہے پھر جب ہم اُس پر بارش نازل کرتے ہیں تو وہ لہلہانے لگتی ہے اور اونچی ہو جاتی ہے، بے شک جس ذات نے اُسے زندہ کیا یقیناً وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے، بے شک وہ جو چاہے کرے۔"

"وَمِنْ اٰيَاتِهٖ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ۚ وَّهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ"[12]

"آسمانوں، زمینوں اور اُن جانوروں کا پیدا کرنا اُس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے جو اُس نے زمین و آسمان میں پھیلا دیئے اور وہ جب چاہے اُنہیں جمع کرنے پر قادر ہے۔"

"وَمِنْ اٰيَاتِهِ الْجَوَارِ فِى الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ"[13]

"اور سمندر میں چلنے والے پہاڑوں جیسے بحری جہاز بھی اُس کی نشانیوں میں سے ہیں۔"

"وَمِنْ اٰيَاتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ"[14]

"اور اس کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر تم اچانک جابجا بکھرے ہوئے انسان بن گئے۔"

"وَمِنْ اٰيَاتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۚ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ"[15]

"اور اس کی ایک نشانی یہ (بھی) ہے کہ اُس نے تمہاری جنس ہی سے تمہاری بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کی طرف مائل ہو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کی، بے شک اس میں غور و فکر کرنے والے لوگوں کے لیے (اللہ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں۔"

"وَمِنْ اٰيَاتِهٖ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۚ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّلْعَالِمِيْنَ"[16]

"اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا مختلف ہونا ہے، بے شک اس میں اربابِ علم کے لیے کئی نشانیاں ہیں۔"

"وَمِنْ اٰيَاتِهٖ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ"[17]

"اور اس کی نشانیوں میں سے تمہارا رات اور دن کے وقت سونا اور اس کے فضل سے رزق تلاش کرنا ہے، بے شک اس میں گوشِ ہوش سے سننے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔"

"وَمِنْ اٰيَاتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيِىْ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ"[18]

"اور اس کی نشانیوں میں سے (مسافر کو) ڈرانے اور (مقیم کو) رغبت دلانے کے لیے بجلی کا دکھانا ہے اور وہی آسمان سے پانی اُتارتا ہے پس اس کے ذریعے غیر آباد زمین کو سرسبز بنا دیتا ہے، بے شک اس میں اصحابِ عقل کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔"

”وَمِنْ اٰيَاتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ڰ مِّنَ الْاَرْضِ ڰ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ“[19]

”اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اُس کے حکم سے قائم ہیں، پھر جب وہ تمہیں ایک دفعہ زمین سے بلائے گا تو تم اچانک (قبروں سے) نکل آؤ گے۔“

”وَمِنْ اٰيَاتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ“[20]

”اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ہوائیں بھیجتا ہے تا کہ وہ خوشخبری دیں اور اس لیے کہ اللہ تمہیں اپنی رحمت (بارش) کا ذائقہ چکھائے، اُس کے حکم سے کشتیاں چلیں، تم اس کے فضل سے روزی تلاش کرو اور اس لیے کہ تم شکر ادا کرو۔“

الروم، حم السجدہ اور الشوریٰ، تینوں سورتیں مکی ہیں۔ ان آیات میں ”مِنْ اٰيَاتِهٖ“ کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ قدرت کی ان گنت نشانیوں میں سے ایک یہ ہے۔ یہاں آیت کا مفہوم اور یہاں اس کے تذکرہ کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔ آیت کا مفہوم علامہ المصطفوی نے یہ لکھا:

”فالآية ما يكون مورداً للتوجه والعقد الى الموضود ووسيلة للوصول بها اليه“[21]

امام راغب کی تشریح سے دلائل باری تعالیٰ کی آیات میں ”مِنْ اٰيَاتِهٖ“ کی تعبیر کا حسن واضح ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”اس کے معنی علامت ظاہرہ کے ہیں۔ آیۃ ہر اس ظاہر شے کو کہتے ہیں جو دوسری ایسی شے کو لازم ہو جو اس کی طرح ظاہر نہ ہو مگر جب کوئی شخص اس ظاہر شے کا ادراک کرے، گو اس نے دوسری شے کا بذاتہ ادراک نہ کیا ہو مگر یقین کر لیا جائے کہ اس نے اصل شے کا بھی ادراک کر لیا کیوں کہ دونوں کا حکم ایک ہے اور لزوم کا یہ سلسلہ محسوسات اور معقولات دونوں میں پایا جاتا ہے چنانچہ جب کسی شخص کو معلوم ہو کہ فلاں راستے پر فلاں قسم کے نشانات ہیں اور پھر وہ نشان بھی مل جائے تو اسے یقین ہو جاتا ہے کہ اس نے راستہ پا لیا ہے۔ اسی طرح کسی مصنوع کے علم سے لا محالہ اس کے صانع کا علم ہو جاتا ہے۔“[22]

امام راغب کی اس تشریح نے ”مِنْ اٰيَاتِهٖ“ کی معنویت کھول کر بیان کر دی اور بتا دیا کہ ان آیات سے صانع کی طرف رہنمائی ہوتی ہے۔ یہاں یہ بھی واضح رہنا چاہیے کہ آیت اور منطقی دلیل میں بھی فرق ہوتا ہے۔ اس فرق کو بھی پیش نظر رکھیں تو گیارہ آیات قرآنی میں ”مِنْ اٰيَاتِهٖ“ کی تعبیر وجود باری تعالیٰ کے اثبات کے دلائل کو واضح کر دیتی ہے۔ یہ فرق درج ذیل ہیں:

- آیت پر منطقی دلیل کی بنیاد رکھی جاتی ہے مثلاً عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے، تو عالم کا تغیر اس کے حدوث کی طرف رہنمائی کرے گا۔
- آیت ہی غور و فکر پر ابھارتی ہے دل کے اندر سوال پیدا کرتی ہے، بھولی ہوئی چیز یاد دلاتی ہے۔ اسی طرح صبر و شکر اور رحم و تقویٰ جیسے اخلاق حمیدہ کو پروان چڑھاتی ہے۔
- آیت فطری طور پر انسانی فکر کے اندر موجود ہوتی ہے جب کہ منطقی دلیل ایک فرض کردہ چیز ہوتی ہے۔ فکر ایک تصور سے دوسرے تصور کی جانب منتقل ہوتا ہے۔ مثلاً عالم سے حدوث عالم تک جب کہ قضیوں کی شکل میں ان کا اظہار فرض ہوتا ہے اور غور و فکر کی خاطر ان کو فرض کیا جاتا ہے جیسے عروض کے اوزان پر شعر کو ڈھالتے ہیں۔[23]

ان نکات سے واضح ہوتا ہے کہ آیات آفاقی ہوں یا انفس وہ ہی اصل دلائل ہیں اس لیے قرآن کریم میں "مِنْ اٰیَاتِہٖ" کی تعبیر استعمال ہوئی۔

(ب)اَوَلَم یَرَو:

قرآن کریم کی درج ذیل آیات میں یہ تعبیر آئی اور اس میں قدرت وطاقت اور عظمت ورفعتِ خداوندی کا ذکر ہے، درج ذیل آیات میں اس تعبیر سے آیت کا آغاز ہوا ہے:

"اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُھَا مِنْ اَطْرَافِھَا ؕوَاللّٰہُ یَحْکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ ؕوَھُوَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ"[24]

"کیا اہل مکہ نے نہیں دیکھا کہ ہم ہر طرف سے اُن کی زمین کا رقبہ کم کرتے جارہے ہیں؟ اللہ حکم فرماتا ہے اور کوئی اس کے حکم کو رد نہیں کر سکتا اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔"

"اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ یَّتَفَیَّاُ ظِلٰلُہٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰہِ وَھُمْ دٰخِرُوْنَ"[25]

"کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی سایہ دار چیز نہیں دیکھی جس کے سائے اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے اور عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے دائیں بائیں جھک جاتے ہیں۔"

"اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ وَجَعَلَ لَھُمْ اَجَلًا لَّا رَیْبَ فِیْہِ ؕ فَاَبَی الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا کُفُوْرًا"[26]

"کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا وہ ان کی مثل پیدا کرنے پر بھی قادر ہے اور اُس نے ان کے لیے ایک مدت مقرر کر رکھی ہے، جس میں کوئی شک نہیں ہے، پس ظالموں نے ناشکرا بننے کے علاوہ ہر کام سے انکار کر دیا۔"

"اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ"[27]

"کیا کافروں کو معلوم نہیں ہے کہ آسمان پانی برسانے اور زمین سبزہ اُگانے سے بند تھی تو ہم نے انہیں کھول دیا اور ہم نے ہر جسم نامی کو پانی سے پیدا کیا، کیا وہ اس کے باوجود توحید کو نہیں مانتے۔"

"اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الْاَرْضِ کَمْ اَنْبَتْنَا فِیْھَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ کَرِیْمٍ"[28]

"کیا انہوں نے زمین کو نہیں دیکھا جس میں ہم نے ہر قسم کے بہترین پودے بکثرت اُگائے ہیں۔"

"اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕاِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ"[29]

"کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ جسے چاہتا ہے وسیع رزق دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے رزق تنگ کر دیتا ہے، بے شک اس میں ایمان والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔"

"اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَی الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِہٖ زَرْعًا تَاْکُلُ مِنْہُ اَنْعَامُھُمْ وَاَنْفُسُھُمْ اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ"[30]

"اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم بنجر زمین کی طرف پانی بھیجتے ہیں پھر اس کے ذریعے زمین سے کھیتی نکالتے ہیں جس میں سے اُن کے چوپائے اور وہ خود کھاتے ہیں، تو کیا وہ (ہماری نشانیوں کو) دیکھتے نہیں۔"

"اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَاۤ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِكُوْنَ"[31]

"کیا اہل مکہ نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اپنے دستِ قدرت سے بنائی ہوئی مخلوق میں سے اُن کے لیے چوپائے بنائے وہ (اُن چوپایوں کے) مالک ہیں۔"

"اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ"[32]

"کیا انسان کو معلوم نہیں کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا پھر وہ اچانک کھلم کھلا جھگڑالو بن گیا۔"

"اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْیَ بِخَلْقِهِنَّ بِقَادِرٍ عَلٰۤی اَنْ يُّحْيِیَ الْمَوْتٰی ؕ بَلٰۤی اِنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ"[33]

"کیا (دوبارہ زندہ کیے جانے کے) منکروں کو معلوم نہیں کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور وہ اُن کے پیدا کرنے سے تھکا نہیں، وہ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے؟ کیوں نہیں؟ بے شک وہ ہر اس شے پر قادر ہے جسے وہ چاہے۔"

"اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَآفَّاتٍ وَّيَقْبِضْنَ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ بَصِيْرٌ"[34]

"اور کیا انہوں نے اپنے اوپر پَر پھیلائے ہوئے اور سمیٹے ہوئے پرندے نہیں دیکھے؟ اُنہیں سوائے رحمان کے کوئی نہیں تھامتا، بے شک وہ ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے۔"

یہ تعبیر چشم عقل سے مشاہدہ کے لیے آئی ہے، اس سے مراد وہ آگاہی ہوتی ہے جو بصیرت اور عمیق نظری پر مشتمل ہو۔ امام راغب نے یہ لکھا کہ:

"الرویة والترویة" کے معنی کسی چیز پر غور وفکر کرنے اور ایک رائے اختیار کرنے کے لیے یکسوئی سے اس کی طرف توجہ دینے کے ہیں، یہ دیکھنا آنکھوں اور قلب دونوں سے ہو سکتا ہے۔"

(ج) اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ:

سورۃ الغاشیہ میں "اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ" کے الفاظ سے بھی سیاق وسباق کی روشنی میں وجود باری تعالیٰ کے دلائل کا ذکر ہے۔ "اَفَلَا" کا لفظ اہل ایمان کو دعوت فکر دے رہا ہے کہ وہ عقل و دانش کو استعمال کرتے ہوئے اللہ کی نشانیوں پر غور کریں۔ یہ بلاغت میں استفہام انکاری کہلاتا ہے جو تنبیہ، توبیخ اور تحریض کے لیے استعمال ہوتا ہے، الیٰ کا مقصود یہ ہے کہ دیکھنا سطحی نہ ہو گہرائی کے ساتھ ہو۔ زمخشری کے بقول یہ آیت الایجاز مع الاعجاز کی مثال ہے۔[35]

اس آیت پر تبصرہ کرتے ہوئے ابن عاشور نے لکھا: دلائل کی ترتیب اس طرح رکھی گئی ہے کہ پہلے اونٹ کا ذکر کیا جو ان کی روزمرہ زندگی کا حصہ ہے پھر آسمان، پہاڑ اور زمین کی طرف نظر کروائی جو عظمتِ خالق پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ ترتیب بلاغت کا اعلیٰ اسلوب ہے جو تدریجاً سامع کو غور وفکر پر آمادہ کرتا ہے۔[36]

"نظر" کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ المصطفوی نے لکھا:

"هو رؤية فی تعمق و تحقيق فی موضوع مادی اور معنوی، ببصر اور ببصيرة"[37]

اس مختصر جائزہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ وجود باری تعالیٰ کے دلائل میں قرآنی اسلوب انتہائی سادہ، گہرا اثر انگیز ہے۔ الفاظ و تراکیب اس طرح کی استعمال کی گئی ہیں جو ایک عام انسان کے لیے سادگی اور دل موہ لینے والی دلیل کی حیثیت رکھتی ہیں تو ایک ماہرین علوم جدیدہ و

قدیمہ کے لیے عجائبات کا ساماں لیے ہوئے ہے۔ اپنے بنائے ہوئے تصورات کو چھوڑ کر جو بھی ان آیات پر غور کرے گا تو اس کے شبہات تار عنکبوت ثابت ہوں گے۔

گویا سورۃ روم میں دلائل قرآنی سے استفادہ کرنے والے جس گروہ کے لئے مختلف تعبیرات استعمال کی گئی تھیں قرآن میں دوسرے مقامات پر اس گروہ کے اسلوب تحقیق اور انداز فکر کے لئے استعمال ہونے والی تعبیرات کا ذکر بھی کر دیا ہے۔ اس پس منظر میں مسلم محققین کے اوصاف اور ان کے انداز تحقیق کو دیکھا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات

1 سورۃالروم24:30-

2 Dictionary of the Holy Quran, P: 432-

3 P: 837-

4 P: 837-

5 علامہ مصطفوی،**التحقیق فی کلمات القرآن**،238/8-

6 ایضاً،239/8-

7 سورہ آل عمران190:03-

8 ایضاً،191:03-

9 پیر محمد کرم شاہ،**ضیاء القرآن**،307/1-

10 سورہ حم السجدہ37:41-

11 ایضاً39:41-

12 سورۃالشوریٰ29:42-

13 ایضاً،32:42-

14 سورۃالروم20:30-

15 ایضاً،21:30-

16 ایضاً،22:30-

17 ایضاً،23:30-

18 ایضاً،24:30-

19 ایضاً،25:30-

20 ایضاً،46:30-

21 علامہ مصطفوی،**التحقیق فی کلمات القرآن**،جلد اول،ص:۲۰۳

22 **المفردات**،بذیل مادہ ا ی ی

23 راشد ایوب اصلاحی، **لغات القرآن**،ص94-

24 سورہ الرعد41:13-

25 سورہ النحل48:16-

26 سورہ الاسراء99:17-

27 سورہ الانبیاء30:21-

28 سورہ الشعراء07:26-

29 سورہ الروم37:30-

30 سورہ السجدہ27:32-

31 سورہ یٰس31:36-

32 سورہ یٰس77:36-

33 سورہ الاحقاف33:46-

34 سورہ الملک 19:67-

35 ابو القاسم، جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری، **الکشاف**، 744/4-

36 امام محمد طاہر، **التحریر والتنویر**، 303/30-

37 علامہ مصطفوی، **التحقیق فی کلمات القرآن**، 184/12-